ڈاکٹر احمد شلبی
مترجم محمد حسین زبیری

اسلامی عہد میں تعلیمِ نسواں

قرونِ وسطیٰ میں تعلیم نسواں سے متعلق جس قدر معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ ان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانے میں عورتوں کو مشرق و مغرب دونوں جگہ مرد کے مقابلے میں تعلیم کے مواقع بہت ہی کم میسر آئے۔ اسلامی دنیا میں تعلیم نسواں پر بحث کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں کہ چند ایسے اقتباسات پیش کریں جن سے اس عہد کی عیسائی دنیا میں عورت کے ذہنی معیار کا اندازہ ہو جائے۔

قرونِ وسطیٰ کے یورپ میں عورت کی مطلق کوئی وقعت نہ تھی۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ رومن کیتھولک مذہب عورت کو دوم درجہ کی مخلوق گردانتا تھا جیسا کہ وتھ ندسن (WIETHKNUDSEN) لکھتا ہے کہ "قرون وسطیٰ کے لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا کہ عورت کو مطلق کوئی اختیار نہیں دیا۔ کسی طاقت کا تو سوال ہی نہ تھا اگر کچھ اختیار تھا تو یہ کہ وہ گھر داری کے تنگ دائرہ میں پھنسی رہے"۔

اسی نقطۂ نظر کو انسائیکلوپیڈیا آف ایجوکیشن میں ذرا تفصیل سے یوں بیان کیا گیا ہے:۔

فرانسسکو ڈا باربرینو (FRANCESCO DA BARBERINO) کے نزدیک امیرزادی کو نوشت و خواند سیکھنے کی محض اس وجہ سے اجازت دی گئی تھی کہ وہ بالغ ہو کر اپنی جائداد کی دیکھ بھال کر سکے۔ جہاں تک دیگر معززین، اطبا، ججوں اور دیگر شرفاء کی لڑکیوں کا سوال ہے وہ کافی بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے کرتا ہے کہ بہتر ہے وہ لکھنا پڑھنا نہ سیکھیں۔ علاوہ بریں تاجروں اور اہل حرفہ کی لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے کی قطعی ممانعت تھی۔ [1]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف ایجوکیشن جلد ۴ صفحہ ۱۷۹۰

جون لینگڈن ڈیوس (JONN LANG DON DAVIS) بھی اپنی کتاب "مختصر تاریخ خواتین" (SHORT HISTORY OF WOMEN) میں طبقہ امراء کی خواتین کی کچھ ایسی ہی تصویر کھینچتا ہے۔ پہلے وہ یہ سوال کرتا ہے کہ "عہد شجاعت کی خاتون اپنی محل سرائے میں کس قسم کی زندگی گزارتی تھی"؟ پہلی چیز تو یہ ہے کہ تعلیم میں اسے کچھ شُد بُد آجاتی تھی غالباً بچپن میں اس کا زیادہ وقت کسی اتالیق کے ساتھ یا کسی ادنیٰ قسم کے مدرسہ میں گذرتا تھا جہاں اسے صرف سیکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔ وہ داستانیں اور عشقیہ افسانے پڑھ سکتی تھی جو وہ خانہ بدوش میراثیوں سے خرید لیا کرتی تھی۔ اسی واقعہ سے ہم بلا جھجک یہ کہہ سکتے ہیں کہ ادنیٰ طبقہ کی عورت کو ایسی تعلیم بھی میسر نہ تھی۔

انگلستان میں اواخر قرون وسطیٰ کے متعلق اے ابرام (A. ABRAM) نے یوں لکھا ہے "مردوں کے مقابلہ میں عورتوں کی تعلیم کو کچھ بھی اہمیت حاصل نہ تھی اور معمولی شُد بُد کے علاوہ ان سے کچھ توقع بھی نہ کی جاتی تھی"۔ لاٹورلینڈری کا نائٹ (KNIGHT OF LATOUR-LANDRY) جو اس مضمون پر مستند استاد مانا جاتا تھا صرف یہ چاہتا تھا کہ اس کی لڑکیاں کچھ پڑھنا سیکھ لیں۔ اس کا خیال تھا کہ لڑکیوں کو مدرسہ میں صرف اس لیے داخل کیا جائے کہ وہاں دین کی اچھی اچھی باتیں سیکھ لیں اور اس طرح اپنے فرائض اچھی طرح جان لیں اور بری باتوں سے بچی رہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بس اس سے زیادہ وہ اس کی ذہنی تربیت کا خواہشمند نہیں۔ لوگ اپنے وصیت ناموں میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کچھ رقم نہیں چھوڑتے تھے بلکہ بجائے اس کے شادی کے اخراجات کے لئے وصیت کیا کرتے تھے۔ غالباً اکثر والدین اس سے مطمئن تھے کہ ان کی بیٹی تھوڑی سی ابتدائی تعلیم حاصل کر کے امور خانہ داری میں کافی مہارت رکھتی ہو اور اس میں ایک اچھی بیوی بننے کی صلاحیت ہو۔[۵]

۵۔ ENGLISH LIFE AND MANNERS IN THE MIDDLE AGES

یہ تھی قرونِ وسطیٰ کی یوروپی رٹاکی، جس کا خاکہ وہاں کے علمار نے کھینچا ہے - اب ہم مسلم خاتون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ہمیں ان مصنفین سے اتفاق نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ تعلیمِ نسواں بھی عام تھی - یہ ماننا پڑے گا کہ اکثر خواتین نے تعلیمی سہولتوں سے فائدہ اٹھایا۔ لیکن جہاں تک ہمارا اندازہ ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ خواتین میں تعلیم عام تھی اس میں شک نہیں کہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں پڑھی لکھی عورتیں ان پڑھ عورتوں سے بہت کم تھیں ۔ یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اس کا کیا سبب تھا جبکہ اسلام کے مذہبی نقطۂ نگاہ سے تحصیلِ علم میں جنس حائل نہ تھی ۔ ہمارے خیال میں اس کا سبب وہ مشکلات تھیں جن سے عموماً طلبا ، کو دوچار ہونا پڑتا تھا تحصیلِ علم کے لیے سفر قریب قریب لازمی تھا اور اکثر طویل سفر کرنے پڑتے تھے اور طلبار کو مختلف قسم کے مصائب کا سامنا ہوتا تھا۔ عرب خاتون کو ایسی مشکلات سے واسطہ نہ تھا کیونکہ معاشرہ میں اس کا ایک مقدس مقام تھا ایسا مقام جس کے متعلق ایک عرب شاعر لکھتا ہے :-

" یہ فرض تو ہمارا ہے کہ ہم لڑیں اور مرتے دم تک اپنی قوم کی حفاظت کریں اور صنفِ نازک کو یہ حق نہیں کہ ان کے پرے کے پرے شان وشوکت اور تکلف کے ساتھ خراماں خراماں ادھر ادھر گشت کرتے پھریں۔"

یہی وجہ تھی کہ مسلمان مردوں کے مقابلہ میں خواتین تعلیم میں پسماندہ تھیں لیکن ان میں سے ایک کثیر تعداد کو مواقع حاصل ہوئے اور انہوں نے اس عہد کی ثقافت کے ہر شعبہ میں نمایاں حصّہ لیا۔

اسلام کے قرونِ اول سے شروع کریں تو ہمیں البلاذری کا یہ بیان ملتا ہے کہ ابتدائی دورِ اسلام میں پانچ عرب خواتین ایسی تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں - ان کے نام یہ ہیں :- حفصہ بن عمرؓ ام کلثوم بنت عقبہ - عائشہ بنت سعد - کریمہ بنت مقداد - اور سب سے بڑھ کر الشفا بنت عبداللہ عدویہ جنہوں نے حضرت حفصہؓ کو بھی پڑھایا تھا اور آنحضرت صلعم نے ان سے کہا تھا کہ وہ آنحضرتؐ سے شادی کے بعد بھی حفصہؓ کو پڑھاتی رہیں - ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت

ام سلمیٰؓ پڑھ سکتی تھیں لیکن انہیں لکھنا نہیں آتا تھا[1]

الشفاء کا حضرت حفصہؓ کو پڑھانا لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک مثال قائم ہو گیا۔ ہمیں کوئی مثال ایسی نہیں ملی کہ جس سے یہ ظاہر ہو کہ لڑکیاں مکاتب میں پڑھتی تھیں یا لڑکے لڑکیاں ساتھ ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ خواتین کی ایک جماعت آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور درخواست کی کہ ہفتہ میں کم سے کم ایک دن آنحضرت صلعم ان کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی مقرر فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم باقاعدہ خواتین کو جمع کر کے ان کو تعلیم دیتے اور پند و نصائح فرمایا کرتے تھے۔ بعض مصنفین نے اس معاملہ میں غلطی کی ہے۔ خلیل طوطہ نے اپنی تصنیف "التربیت والتعلیم عند العرب" کے صفحہ ۶۹ پر بحوالہ الاغانی تین اقتباسات دیئے ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ مکتب میں پڑھتی تھیں لیکن یہ اقتباسات اصل ماخذ میں اس طرح نہیں پائے جاتے۔ الاہوانی اس نکتہ پر متضاد بیانات دیتا ہے۔ پہلے تو وہ یہ لکھتا ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم مکاتب میں ہوتی تھی،[2] اور پھر لکھتا ہے کہ گھر پر تعلیم دینے کا دستور تھا۔[3]

ہم اس بات پر متفق ہیں کہ قرونِ وسطیٰ میں مسلم لڑکی کو گھر پر ہی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہی خیال ابن سحنون کی تصنیف آداب المسلمین کے دیباچہ میں ظاہر کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:- "اکثر و بیشتر باپ اپنی بیٹی کو پڑھایا کرتا تھا۔ جیسا کہ عیسیٰ بن مسکین (متوفی ۲۷۸ھ) نے کیا جو ظہر کے وقت تک اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتے تھے اور اس کے بعد اپنی بیٹیوں اور بھتیجیوں اور پوتیوں اور نواسیوں کو قرآن مجید اور دیگر علوم کی تعلیم دیا کرتے تھے"[4]

شہرہ آفاق شاعر الاعشا اپنی بیٹی کو پڑھایا کرتا تھا۔ وہ ایسی تربیت یافتہ اور مہذب خاتون ہوئی اور اس نے ایسا ذوق سلیم پایا تھا کہ باپ اپنی تازہ نظموں پر اس کی تنقید و تبصرہ پر اعتماد

---

[1] فتوح البلدان (بلاذری) ص ۴۵۸، [2] التعلیم عند القابسی ص ۸، [3] التعلیم عند القابسی ص ۱۱، [4] التعلیم عند القابسی ص ۲۲

کیا کرتا تھا [۱]

بعض حالات میں امراء اور خاندانِ شاہی کی لڑکیوں کے لئے اتالیق مقرر کئے جاتے تھے [۲]
گھر کی چاردیواری میں تعلیم حاصل کر کے بہت سی عورتوں نے اعلیٰ قابلیت حاصل کی خصوصاً
فلسفہ، قانون میں بہت نام پیدا کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ انصار خواتین کی تعریف کیا کرتی تھیں کہ وہ اس مضمون پر
عبور حاصل کرنے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتیں [۳]

مسلم خواتین نے نہ صرف اسلامی علوم حاصل کئے، بلکہ اسلامی کردار اور شرافت میں بھی
نام پیدا کیا۔ اس ضمن میں ہم ایک قصہ بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے جس سے ایک مسلم خاتون کا
اعلیٰ کردار ظاہر ہوتا ہے :۔

۷۳ھ میں الحجاج کی افواج نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شکست دی اور ان کے اکثر ساتھیوں
نے جن میں بہت سے قبائلی سردار تھے ہتھیار ڈال دیئے۔ مایوسی کی حالت میں حضرت عبداللہ
بن زبیر اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کے پاس گئے اور اس وقت ان دونوں کے درمیان
جو گفتگو ہوئی وہ یہ ہے :۔

ابن زبیر :۔ اماں! میرے ساتھیوں نے میرے ساتھ دغا کی۔ اب صرف چند آدمی میرے
ساتھ ہیں۔ وہ بھی کسی نہ کسی وقت اپنی امداد سے دستکش ہو جائیں گے۔ اگر میں شکست
مان لوں تو دشمن میری شرائط ماننے کے لئے تیار ہے۔ براہ کرم مجھے مشورہ دیجئے۔

اسماء :۔ بیٹے! مجھ سے زیادہ تمہیں اپنے حالات کی خبر ہے۔ اگر تمہیں یقین ہے کہ تم حق
پر ہو اور تم نے بدعت کے خلاف جہاد کیا ہے تو پھر جب تک جان میں جان ہے اسے جاری
رکھو اور بنی امیہ کی اطاعت قبول نہ کرو۔ اگر تمہیں دنیا کی خواہش ہے تو پھر تم سے بدتر کوئی

---

[۱] الاغانی صفحہ ۱۰۶ [۲] آداب المعلمین صفحہ ۲۳، [۳] البخاری صفحہ ۲۶

غلام نہیں کہ تم خود کو اور اپنے ساتھیوں کو ایک معمولی چیز کے لیے تباہ کر رہے ہو۔ ساتھیوں کی کمزوری کے باعث ہتھیار نہ ڈالو کیونکہ یہ نیکوں کا شیوہ نہیں ہے۔ یاد رکھو کہ جس مقصد کے لیے تمہارے دوستوں نے جان دی ہے تم اسی مقصد کے لیے جہاد جاری رکھو جب تک کہ فتح یا شہادت نصیب نہ ہو۔

عبداللہ:۔ اماں! مجھے ڈر ہے کہ شامی مجھے پھانسی پر لٹکا دیں گے۔ میری لاش گھسیٹیں گے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔

اسماء:۔ بیٹے! بھیڑ جب ذبح ہو جاتی ہے تو کھال کھینچنے سے نہیں ڈرتی۔[۵]

رفتہ رفتہ جوں جوں تہذیب و ثقافت پھیلتی گئی مسلم خواتین ہر قسم کی ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لیتی رہیں۔ اب ہم ان سطور میں مختصر طور پر یہ دکھائیں گے کہ مسلم خواتین نے مختلف مضامین میں کیسے کیسے کارنامے انجام دیئے۔

دینیات

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کے دل پسند مضامین حدیث و فقہ تھے۔ ہمیں کثیر تعداد اور مختلف زمانوں میں ایسی خواتین ملتی ہیں جنہوں نے محدثین اور فقہاء میں ناموری حاصل کی۔ ابن حجر نے اپنی تصنیف الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں اسلام کے قرون اولیٰ کی پندرہ سو تینتالیس محدث خواتین کے سوانح حیات جمع کیے ہیں۔ النووی نے اپنی کتاب تہذیب الاسماء میں الخطیب البغدادی نے تاریخ بغداد میں اور السخاوی نے الضوء اللامع میں بہت سا حصہ ان خواتین کے حالات کے لیے وقف کیا ہے جنہوں نے علم و فضل میں کمال حاصل کیا۔

ہم یہاں صرف چند ایسی خواتین کا حال درج کرتے ہیں جنہوں نے دینیات میں کمال حاصل کیا۔

سب سے زیادہ افضلیت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے۔ رسول اکرم صلعم

---

۵ تہذیب تاریخ دمشق ص ۴۱۵-۴۱۶، ابن کثیر ص ۱۴۷

نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ اپنی نصف دینی تعلیم کے لئے انہیں عائشہ پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ ان سے ایک ہزار احادیث مروی ہیں۔ جن کو انہوں نے براہ راست آنحضرتؐ سے سنا ہے[1]

حضرت علیؓ کی اولاد میں نفیسہ ایسی مستند محدث تھیں کہ فسطاط میں امام شافعی ان کے حلقہ درس میں شریک ہوا کرتے تھے حالانکہ اس وقت انہیں بھی شہرت اور عروج حاصل تھا[2]

فاطمہ بنت الاقرع ایک مشہور زمانہ عالم و فاضل تھیں اور نہایت اعلیٰ درجہ کی خوشنویس۔ انہوں نے کثرت سے قابل اساتذہ کے حلقۂ درس میں شرکت کی تھی اور اپنے بے شمار شاگردوں کے علم سے بھی استفادہ کیا تھا[3]

شیخہ شہدار ملقب بہ فخر النسار جامع مسجد بغداد میں ایک مجمع کے سامنے ادب، خطابت اور شاعری پر لکچر دیا کرتی تھیں۔ وقائع اسلام میں ممتاز علمار کے ساتھ اس خاتون کا بھی نام لیا جاتا ہے[4]

ایک ممتاز خاتون زینب بنت الشعری نے اپنے زمانے کے نامور علمائے دین سے تعلیم حاصل کر کے سندات حاصل کی تھیں۔ ابن خلطان کا بیان ہے کہ جب وہ دو سال کا تھا تو ان خاتون نے اسے بھی ایک سند دی تھی۔ اس زمانے میں یہ دستور تھا کہ بچوں کی ہمت افزائی اور ان کی سعادت مندی کے لیے اس قسم کی سندیں عطا کی جاتی تھیں تاکہ بچہ اپنی ذاتی محنت و قابلیت سے ایسی سندات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

سب سے آخر میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تقریباً پانسو طلبار۔ ابو الخیر الاقطع کی دادی عبیندہ کے حلقۂ درس میں شریک ہوا کرتے تھے[5]

---

[1] تہذیب الاسمار، ص۸۳۶ ، [2] ابن خلطان ص۲۵۱ ، [3] الکامل ص۱۰۸
[4]
[5] کتاب الشکوا منہ الیشیاٹک ۱۹۳۰ء

ان عالم و فاضل خواتین کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جن کی تعلیم و تربیت کے ممنونِ احسان بے شمار مرد علماء ہیں۔

مشہور زمانہ الخطیب البغدادی کریمہ بنت احمد المروزی کے شاگرد تھے۔ موصوفہ نے انہیں صحیح بخاری کا درس دیا تھا[۱]

علی بن عساکر کے اساتذہ میں اسّی سے زیادہ خواتین تھیں[۲]

غرناطہ کے ابوحیان اپنے اساتذہ میں تین خواتین کا نام بھی لیتے ہیں یعنی مونسہ بنت الملک الکامل۔ شامیہ بنت الحافظ اور زینب بنت عبداللطیف البغدادی[۳]

دو ممتاز خواتین عائشہ بنت محمدؐ اور زینب بنت کمال الدین نے مشہور زمانہ سیاح ابن بطوطہ کو سندات عطا کی تھیں۔

ادب

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اکثر خواتین نے شاعری اور خطابت میں نام پیدا کیا۔ اکثر حالات میں وہ اپنے ہمعصر مردوں کے برابر اور بعض حالات میں ان سے بڑھ کر ثابت ہوئیں۔ یہاں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

النضر ابن الحارث ہجرت سے قبل حضور اکرم صلعم پر حملے کیا کرتا تھا اور حضورؐ کو تنگ کیا کرتا تھا جب غزوۂ بدر میں وہ گرفتار ہوا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کی بہن قتیلہ نے ایک دردناک مرثیہ لکھا جسے سن کر آنحضرت نے فرمایا کہ مرثیہ ایسا ہے کہ اگر اس کی زندگی میں سنا جاتا تو ممکن تھا کہ مجرم کی معافی کا باعث ہوتا[۵]

الفرزوق کی بیوی کو ادب میں اس قدر درک حاصل تھا کہ خود اس کا شوہر اور شاعری میں

---

۱ معجم الادبا ص ۲۴۷ ، ۲ معجم الادبا ص ۲۴ ، النعیمی ص ۱۰۱ ، ۳ نفح الطیب (المقری) ص ۶
۴ تحفۃ النظار ص ۲۲۲ ، ۵ ابن ہشام ص ۱۱۹

اس کا حریف جریر دونوں فیصلہ کے لیے اس کی طرف رجوع کیا کرتے تھے - اس کا فیصلہ یہ تھا کہ اعلیٰ درجہ کی نظموں میں دونوں کا پلّہ برابر ہے - لیکن ادنیٰ درجہ کی نظموں میں جریر کا کلام فرزدق سے بہتر ہے [۵۱]

صفیہ جو اشبیلیہ (SEVILLE) کی رہنے والی تھی - خطابت اور شاعری کی صلاحیتوں میں ممتاز تھی لیکن علاوہ ازیں وہ خوشنویسی میں سب سے سبقت لے گئی تھی - اس کی تحریر کی ہر شخص مدح و ثنا کرتا تھا اور وہ ماہر محررین کے لیے ایک نمونہ تھی [۵۲]

زینب اور حمیدہ بنات زیاد نہایت اعلیٰ درجہ کی شاعر تھیں - علم و فن کے ہر شعبہ میں انہیں کمال حاصل تھا اور دونوں حسین و جمیل بھی تھیں - دولت مند تھیں دلنواز تھیں اور منکسر المزاج - علم کی محبت انہیں علماء، فضلاء کی جماعت میں لے آئی تھی جن سے وہ نہایت شان و شوکت اور اطمینان سے مساویہ ملتی جلتی تھیں لیکن خواتین کے سے طور طریقوں کا لحاظ رکھتی تھیں [۵۳]

مریم بنت ابی یعقوب انصاری نہایت ممتاز شاعرہ اور ادب کی استاد تھیں - ان کا حلقہ درس عورتوں کے لئے تھا جو ان کے علم سے استفادہ کرنے آیا کرتی تھیں [۵۴]

بدانیہ نے اپنے استاد ابو المطرف عبد المنان سے پڑھا تھا لیکن وہ استاد سے بڑھ گئی - اس نے المبرّد کی تصنیف الکامل پر اور القالی کی النوادر پر عبور حاصل کر لیا تھا اور علم عروض میں مسلمہ استاد تھی [۵۵]

حفصہ الرکونیہ ساکن غرناطہ اپنی شرافت، اپنے حسن اور دولت و قابلیت کے باعث مشہور تھی اس کی شاعری میں محبت کے جذبات بھرے ہوئے تھے جیسا کہ ان اشعار

---

۵۱ البیان والتبین ص ۹۳ ، ۵۲ A SHORKHIF OF SORACCU P569

۵۳ نفح الطیب ص ۱۲۲ ، ۵۴ نفح الطیب ص ۱۲۳/۱۱ ، ۵۵ نفح الطیب ص ۱۰۲۸

سے ظاہر ہوتا ہے جو یاقوت اور ابن الخطیب نے نقل کیے ہیں۔ وہ خلیفہ کے محل میں خواتین کی استاد و اتالیق تھی [۱]

ایک بیش قیمت مخطوطہ موسومہ نزہت الجلساء فی الاخبار النساء مصنفہ السیوطی دمشق کے کتب خانہ الظاہریہ میں ہے۔ اس میں ستائیس خواتین شعراء کے سوانح حیات درج ہیں۔ جن میں سے ہم صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

تقیہ ام علی بنت ابی الفرج (متوفی ۵۷۹ھ) نہایت قابل خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ انھوں نے صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین عمر مدح ایک قصیدہ لکھا جو ساقی نامہ کے طرز پر لکھا گیا تھا۔ اس میں شاعرہ نے نہایت خوبی سے ایک محفل مینوشی کا بے کم و کاست نقشہ کھینچا تھا۔ ساغر و مینا اور دیگر کوائف اس طرح بیان کیے گئے تھے کہ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ شاعر خود ایک عادی مے خوار ہے۔ قصیدہ پڑھ کر تقی الدین نے بالاعلان کہا کہ شاعر کو ضرور محفل مے نوشی کا ذاتی تجربہ ہے۔ اس خاتون نے ایک رزمیہ قصیدہ لکھ ڈالا جس میں اس نے جنگ کی کل جزئیات نہایت تفصیل سے بیان کی تھیں۔ اور میدان جنگ یہ جنگجو بہادروں کا نقشہ کھینچا تھا۔ جب اس نے یہ رزمیہ نظم تقی الدین کو بھیجی تو ایک خط میں لکھا کہ مجھے جتنا تجربہ بزم کا ہے اتنا ہی رزم کا ہے۔ اس نظم کو پڑھ کر تقی الدین نے اس کے اعلیٰ تخیل کا لوہا مان لیا اور اس کی بے حد تعریف کی۔

موسیقی و نغمہ

ایچ۔جی فارمز کا قول ہے کہ "مہد سے لحد تک اور لوری سے لے کر مرثیہ تک ایک عرب اور موسیقی لازم و ملزوم ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی زندگی کے ہر لمحہ کے لئے ایک خاص موسیقی ہے۔ خوشی و غم میں، کام کاج میں، کھیل کود میں، میدانِ جنگ اور مراسم مذہبی میں

---

[۱] ارشاد یاقوت، صفحہ ۱۱۹

قرونِ وسطیٰ کے ہر عرب گھرانے میں ایک مغنیہ کا ہونا ایسا ہی لازمی تھا جیسا آج کل ہر گھر میں پیانو" [۱]

اس بیان سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس دَور میں اربابِ نشاط کی کتنی تعداد ہوگی۔ ہم قارئین کی توجہ مشہورِ زمانہ کتاب الاغانی کی طرف مبذول کراتے ہیں جس میں ایسی متعدد لڑکیوں کا حال درج ہے۔ یہاں ہم اس کتاب سے اور نہایت الارب اور نفخ الطیب سے صرف چند گانے والی لڑکیوں کے مختصر حالات درج کرتے ہیں۔

مسلمان مغنیوں کے اوّلین دَور میں جمیلہ کا نام ملتا ہے۔ اسی سے معبد ابن عائشہ۔ حبابہ، سلاّمہ، عقیلہ خالدہ اور ربیعہ نے گانا سیکھا۔ نامور مغنّی معبد کو اس بات کا اقرار ہے کہ وہ خود اور اس کے ساتھی جمیلہ ہی کے علم وفن کے پھل ہیں اور بغیر اس کی تعلیم کے وہ ہرگز شہرت حاصل کر سکتے تھے۔ اس دَور میں جب ابن صریح۔ الفرید۔ معبد اور دیگر موسیقاروں میں مقابلہ ہوتا تو جمیلہ ہی جج مقرر ہوا کرتی تھی [۲]

دنانیر جو خاندان برامکہ سے متعلق تھی نہایت نامور مغنیہ تھی۔ علاوہ اس کے کہ اس نے گانے میں شہرت حاصل کر لی تھی، وہ اپنے حُسن وجمال، بذلہ سنجی اور ادبی واقفیت کے باعث بھی مشہورِ زمانہ تھی۔ اصفہانی کا بیان ہے کہ اس نے فنِ موسیقی پر ایک کتاب بھی لکھی تھی [۳]

خلیفہ مہدی کی بیٹی عُلیّہ ایک مشاق شاعر، ایک ممتاز مغنیہ اور ایک نامور موسیقار تھی وہ اور اس کا بھائی ابراہیم دونوں اس فن میں لاثانی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بھائی پر سبقت لے گئی تھی۔ نامور مغنیہ عریب اس دن کو اپنی زندگی کا بہترین دن بتاتی ہے جس روز اس نے عُلیّہ کا گانا سنا اور اس کے ساتھ اس کے بھائی نے نے نوازی کی [۴]

---

[۱] LOGALY OF ASLAM (ARNOLD) P358 / [۲] الاغانی صفحہ ۱۲۴، نہایت الارب صفحہ ۴۹

[۳] الاغانی صفحہ ۳۶ ، [۴] الاغانی صفحہ ۸۳-۹۵ ، نہایت الارب صفحہ ۲۳۱

متیم ہاشمیہ جو اسحاق اور اس کے باپ کی شاگرد تھی اپنے حسن و جمال نغمہ سرائی اور ادبی قابلیت میں مشہور تھی۔ ایک مرتبہ وہ خلیفہ المعتصم کے سامنے گا رہی تھی اور ابراہیم بن مہدی بھی موجود تھا۔ جب وہ گیت ختم کر چکی تو ابراہیم نے اس کو دوبارہ گانے کی فرمائش کی لیکن اس نے اپنے آقا سے کہا کہ ابراہیم اس طرح سُر سیکھ لے گا۔ اس لئے اس نے اپنے آقا سے اجازت حاصل کی کہ وہ گیت دوبارہ نہ گایا جائے۔ کچھ دن یہ ہوا کہ ابراہیم اپنے گھر کو جا رہا تھا متیمؔ وہی گیت اپنے گھر میں گا رہی تھی۔ ابراہیم چپکے سے کھڑا ہو گیا اور اس نے تمام کا تمام نغمہ یاد کر لیا بعد ازاں دروازہ پر دستک دی اور اکڑ کر کہا کہ میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے [1]

خدیجہ بنت المامون نہایت اعلیٰ درجہ کی شاعرہ اور مغنیّہ تھی۔ ایک روز بوقتِ شب شاریہ نے ایک نہایت عمدہ گیت خلیفہ المتوکل کے سامنے گایا۔ خلیفہ نہایت خوش ہوا اور اس نے دریافت کیا کہ یہ پیارا گیت تو نے کہاں سے سیکھا اس نے جواب دیا کہ گیت اور لے دونوں خدیجہ بنت المامون کی تخلیق ہیں [2]

خلیفہ عبدالرحمٰن ثانی کے محل کا ایک حصہ دار المدینات کہلاتا تھا، جہاں مدینہ کے تین گویئے قلم، علم اور فضل رہا کرتے تھے۔ ان میں سے فضل اپنے فن میں سب سے ممتاز تھا [3]

عُنیدہ الطمبوریہ کمال حسنِ صورت و سیرت اور طباحی کی مالک خاتون تھی وہ نہایت نفاست سے طمبورہ بجایا کرتی تھی اور اسی وجہ سے یہ اس کا لقب پڑ گیا تھا۔ علاوہ ازیں اس کے گلے میں بڑا لوچ تھا [4]

طب

خدمتِ خلق کے وہ فرائض جو اس تہذیب یافتہ دور میں صلیبِ احمر کے ادارے سرانجام دیتے ہیں اکثر اسلامی لڑائیوں میں خواتین اسلام انجام دیا کرتی تھیں۔ جب فتح خیبر کے لئے اسلامی افواج

---

[1] الاغانی ص ۳۱-۳۸، [2] الاغانی ص ۱۱۴ [3] نفح الطیب ص ۵۷۸ (المقری)

[4] (SHORT HISTORY OF THE SARACENS)

تیاری کر رہی تھیں اُمیّہ بنت قیس الغفاریہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں مع ایک جماعتِ خواتین حاضر ہوئیں اور افواج کے ساتھ چلنے کی اجازت چاہی تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں اور دیگر ممکن خدمات بجالائیں۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دے دی اور انہوں نے یہ فرائض انجام دیئے[۱]

الربیع بنت معوذ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ اسلامی افواج کے ساتھ خواتین بھی رہا کرتی تھیں تاکہ زخمیوں کی دیکھ بھال کریں اور پانی پلائیں اور زخمیوں کو واپس مدینہ پہنچائیں[۲]

علاوہ ازیں ایسی خواتین کے حالات بھی ملتے ہیں جنہوں نے علمائے طب کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔

قبیلہ بنی اَود میں زینب بہت مشہور طبیبہ اور ماہر امراض چشم تھی۔

ام الحسن بنت القاضی ابی جعفر الطنجالی مختلف مضامین میں بہت وسیع علم کی مالک تھی لیکن وہ بہ حیثیت طبیب بہت مشہور تھی[۲]

الحفیظ بن زہر کی بہن اور اس کی بیٹی جو المنصور بن ابی عامر کے زمانے میں مشہور تھیں بہت اچھی طبیب تھیں، اور امراض نسوانی میں ماہرِ خصوصی تھیں اور محل شاہی کی خواتین کے علاج معالجے کے لئے ان ہی کو بلایا جاتا تھا[۳]

فوجی خدمت

اسلام نے بہت سی ایسی خواتین پیدا کی ہیں جنہوں نے عسکریت میں نام پیدا کیا ہے تاریخ میں ہمیں نصیبہ زوجہ زید ابن عاصم کا حال ملتا ہے جس نے غزوۂ احد میں حصّہ لیا تھا جب غنیم نے ایک ساتھ ہلّہ بولا تو اس نے اس حملہ کو روکا۔ اور اپنی تلوار سے گیارہ اشخاص کو زخمی کیا[۴]

---

[۱] المراۃ العربیہ (عبداللہ عفیفی) ص ۴۴ — [۲] الاصابہ (ابن حجر) ص ۵۷۵

[۳] طبقات الاطباء (ابن ابی اصیبعہ) ص ۷۰ — [۴] THE ARAB WOMAM:

تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلم خواتین نے بیشتر جنگوں میں بھی عملی حصہ لیا تھا۔ چنانچہ جنگ یرموک میں مسلم خواتین بڑی بے جگری سے لڑیں۔ ہند بن عتبہ بار بار دیگر خواتین کو تلقین کرتی تھی کہ اپنی تلواروں سے مردوں کی مدد کریں [۱]

اسی جنگ میں جب گھمسان کا رن پڑا تو جویریہ بنت ابی سفیان اپنے شوہر کے ساتھ شانہ بہ شانہ لڑتی ہوئی نظر آئی [۲]

جنگ صفین میں ایک "سُرخ اونٹ" بہت نمایاں تھا۔ اس پر الزرقا بنت عدی سوار تھی۔ اس کی مستعدی اور جوشیلی تقریر پیروانِ علیؓ کی ہمت افزائی اور جنگ کے نتائج پر بے حد اثرانداز ہوئی [۳] ایک دوسری خاتون عسکری شاہ بنت الاطرش نے بھی اس جنگ میں حصّہ لیا۔ میدان جنگ میں سامان حرب اٹھائے ہوئے اسے نہایت جوش و خروش سے جاتے ہوئے دیکھا گیا [۴]

عہدِ منصور میں ہمیں دو شہزادیوں کے حالات ملتے ہیں جن کے نام امّ عیسیٰ اور لبابہ تھے یہ دونوں لباسِ حرب میں ملبوس اسلامی افواج کے ساتھ بازنطینی علاقہ کی طرف مارچ کر رہی تھیں [۵]

دیگر سرگرمیاں

ملکہ زبیدہ نہایت مہذب اور شائستہ خاتون تھی لیکن یہاں ہم اس کا تذکرہ بطور ایک مصلح معاشرت کریں گے۔ جب اس نے ۱۸۶ ھ میں حج کا فریضہ ادا کیا تو اسے معلوم ہوا کہ مکّہ والوں کو پانی کی قلت کے باعث سخت تکالیف ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنے صرفِ خاص سے ایک نہر کھدوائی جو آج بھی موجود ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ اخراجات کثیر کے باعث خزانچی کو کچھ ہچکچاہٹ ہے تو حکم دیا کہ کام فوراً شروع کر دیا جائے خواہ کدال کی ایک ضرب پہ ایک دینار

---

[۱] فتوح البلدان (بلاذری) ص ۱۴۱

[۲] الطبری ۲۱۰۱، ۲۱۰۱ ، [۳] العقد الفرید (ابن عبدربہ) صہ ۲۱۳

[۴] العقد الفرید (ابن عبدربہ) صہ ۲۱۵ [۵] الکامل (ابن الاثیر) صہ ۳۰۲

صرف ہو۔ غرض اخراجات ساڑھے دس لاکھ دینار سے زاید ہوئے جو سب کے سب ملکہ نے اپنے صرف خاص سے ادا کیے [۱]

ایک اور خاتون لبانہ نامی ساکن قرطبہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ خلیفہ الحکم کی معتمد ذاتی تھی اور یہ عہدہ اس وقت تک کسی عورت کو نہ ملا تھا [۲]

ہم اس مضمون کو ایک مشہور قصّہ پر ختم کرتے ہیں جو یہ ہے کہ :۔

ایک کنیز ہارون رشید کی خدمت میں پیش کی گئی جس کی قیمت دس ہزار دینار تھی۔ خلیفہ نے شرط منظور کر لی مگر اس شرط پر کہ کنیز کا امتحان لیا جائے۔ چنانچہ نہایت مشہور علمائے دینیات، فقہ، تفسیر، طب، فلکیات، فلسفہ، خطابت اور شطرنج نے یکے بعد دیگرے اس کا امتحان لیا، اور ہر مرتبہ اس نے نہ صرف یہ کہ ہر سوال کا جواب اطمینان بخش دیا بلکہ ان میں سے ہر ایک عالم سے اس نے خود ایک سوال کیا جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔

---

[۱] حضارت الاسلام فی دار السلام (جمیل نخلہ) صہ ۹۷ [۲] اسلامک سولزیشن (خدابخش) صہ ۲۹۵

الفخری

مترجم :۔ محمد جعفر پھلواروی

یہ کتاب ساتویں صدی ہجری کے نامور مورخ محمد بن علی بن طباطبا (ابن طقطقی) کی مایۂ ناز تالیف کا ترجمہ ہے۔ "الفخری" کا شمار معتبر مآخذ میں ہوتا ہے اور جہاں تک کہ بے لاگ تبصرے اور تنقید کا تعلق ہے اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

قیمت :۔ ۵-۲۵ روپے

ملنے کا پتہ :۔ ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور (پاکستان)